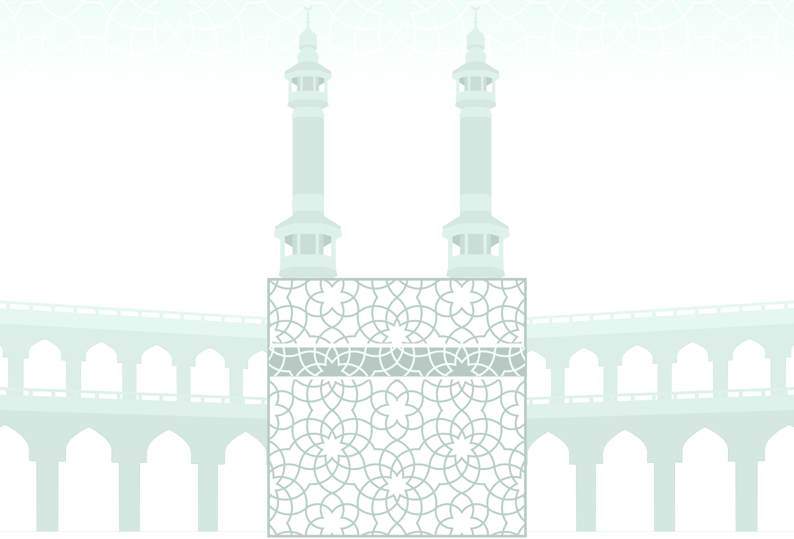

ذوالحجہ

سال کے بہترین ایام

Life With Allah

الحياة مع الله

فہرست

رحمت کے موسم ۳

ذوالحجہ کے یہ دس ایام اتنے خاص کیوں؟ ۶

ذکر: ایام ذوالحجہ کی امتیازی خصوصیت ۸

یوم عرفہ: رحمت کا ایک یقینی دن ۱۱

عید الاضحی: ایک عظیم الشان دن ۱۹

عید الاضحی کی سنتیں ۲۰

قربانی صرف نرم و ملائم گوشت کا نام نہیں ۲۱

ایام تشریق ۲۷

بہترین ایام اپنے اختتام کو ۳۲

ایام ذی الحجہ کے اعمال ۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رحمت کے موسم

رمضان کے گزرنے کے بعد ہم میں سے بہت سے چاہتے ہیں کہ روز مرّہ کی مشاغل بھری زندگی سے فارغ ہو کر رمضان کی حلاوت و چاشنی کو ایک بار پھر محسوس کر سکیں۔ یعنی ایک بار پھر ہم عبادت کے اجتماعی جذبہ سے سرشار ہو سکیں، خدا سے راز و نیاز کے لطف سے بہرہ ور ہو سکیں، اور روزہ کھولنے کی خوشی اور رات کے سجدوں کی لذّت و سکون سے محظوظ ہو سکیں۔

> رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر وقت نیکی کرو، **اور اللہ کی بے کراں نازل ہونے والی رحمت کو حاصل کرنے والے بنو۔** اللہ اپنی یہ خاص رحمت اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے۔ (طبرانی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یوں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت، محبت اور نعمتوں سے ہم سب کو پورے سال نوازتے ہیں لیکن سال میں کچھ ایسے مواقع آتے ہیں جن میں اللہ تعالی دوسرے دنوں کے مقابل ہمارے ساتھ زیادہ فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ **وہ خاص موسم، ایام اور لمحات ایسے ہیں جن میں اللہ رب العزت کی رضا و مغفرت اور جہنم سے خلاصی حاصل کرنا اور بھی زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔** رمضان کا بابرکت مہینہ ایسا ہی ایک موقع ہے جس میں ہم اللہ کی محبت اور اس کی مہربانی کے ثمرات کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

دوسرا موقع، جو اگرچہ لوگوں میں کم معروف ہے، ذوالحجہ کے پہلے "دس دن" ہیں۔

عبادت کا یہ موسم بڑا ہی مختصر ہے مگر بد قسمتی سے ہم میں سے بہت سے لوگ اس کی اہمیت و فضائل سے ناواقف ہیں۔ ہم اسے وہ توجہ اور اہمیت نہیں دیتے جو رمضان کو دیتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ اس موسم میں عبادت کا نظم و معمول اور بھی زیادہ مضبوط و مستحکم بنایا جائے کیونکہ رمضان کی طرح اس موسم میں شیاطین قید نہیں ہوتے۔ الغرض، اگر ہم ان ایام کو عبادت میں گذاریں گے تو انشاء اللہ زیادہ اجر سے نوازے جائیں گے۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عبادت کے موسموں کے فائدے بہت ہیں۔ مثلاً ان میں بندہ کو اپنی غلطیوں کی اصلاح اور کوتاہیوں کی تلافی کا موقع مل جاتا ہے۔ نیز فوت شدہ اعمال کے تدارک کی توفیق بھی مل جاتی ہے۔ **خوش نصیب ہے وہ شخص جو ان خاص ایام اور ساعات کی قدر کرکے ان سے خوب استفادہ کرلے اور عبادات کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرلے۔** ایسا شخص اِن خاص دنوں میں اللہ کی برسنے والی رحمتوں کی بے کراں بارش سے سیراب ہوکر جنّت کی ابدی خوشی کا مستحق بن جاتا ہے اور جہنم کی جھلستی ہوئی آگ سے محفوظ کرلیا جاتا ہے۔

ان دس ایام میں ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی توبہ کی تجدید کریں اور اللہ سے گناہ نہ کرنے کا معاہدہ کریں۔ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "گناہوں سے بچو، کیونکہ یہ رحمت کے ایام میں بندہ کو بخشش سے محروم کردیتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ گناہ بندہ کو اللہ سے بہت دور کر دیتے ہیں جبکہ اطاعت و فرمانبرداری کے ذریعہ بندہ اللہ سے بہت قریب ہو جاتا ہے۔"

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مقدس اوقات اور مقامات میں کیے گیے گناہوں کی شدت بڑھ

جاتی ہے اور ان کی سزا وقت اور مقام کے تقدس کے تناسب سے دی جاتی ہے۔

اس موسم میں ایسے بھی خوش نصیب ہیں جو حج کے ارادہ سے احرام باندھ کر اور تکبیر و تلبیہ بلند کر کے اللہ کے گھر کی طرف رواں دواں ہیں۔ ہم پیچھے رہ جانے والوں کو اس بات کا شدید رنج ہے کہ ہم اس عظیم سفر میں اس مبارک قافلہ میں شریک نہیں! مگر اللہ تعالی ہمارے اس قلق و رنج سے اور ہماری دلی آرزو سے بخوبی واقف ہیں، اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہماری یہ استطاعت نہیں کہ ہر سال ہم اس کے گھر کی زیارت سے مشرّف ہوں۔ **اسی احساسِ حرمان کی کمی کے لیے اور ایک بہترین متبادل کے طور پر اللہ تعالی نے ہمیں یہ دس دن عنایت فرمائے ہیں۔**

اگرچہ جسمانی طور پر ہم ان حجاج کے ساتھ ان کے اعمال اور نقل و حرکت میں برابر کے شریک نہیں، لیکن ان مبارک دس دنوں میں اعمال کو بجالا کر ہم ان کے اجر و ثواب اور قربانی میں ضرور شریک ہو سکتے ہیں۔ اللہ کے گھر کی طرف گو جسمانی سفر ممکن نہیں مگر قلبی طور پر تو ہم یہ سفر طے کر ہی سکتے ہیں۔ تو آیئے ہم اپنے قلوب سے یہ مبارک منازل طے کریں۔

> امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ رب العزت کسی بندہ سے محبت کرتے ہیں تو اس کو بہترین ایام میں بہترین اعمال کی توفیق نصیب فرما دیتے ہیں، اور جب وہ کسی بندہ سے ناراض ہوتے ہیں تو اسے اِنہیں بہترین ایام میں بُرے اعمال کی چھوٹ دے دیتے ہیں تا کہ وہ سخت ترین سزا اور قہر الٰہی کا مکمّل طور پر مستحق ہو جائے۔ یہ اس وجہ سے کہ ایسے شخص نے خود کو جان کر ایسی عظیم اور بابرکت گھڑیوں سے محروم کیا اور ان کی عظمت و تقدس کو پامال کیا۔

ذوالحجہ کے یہ دس ایام اتنے خاص کیوں؟

۱ اللہ نے ان دنوں کی قسم کھا کر انہیں اعزاز بخشا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "قسم ہے فجر کے وقت کی اور دس راتوں کی"۔ (سورۃ الفجر: ۱-۲)

جمہور علماء کے نزدیک ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو یہ اس کے بے انتہا مفید اور اہم ہونے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

۲ سال کے یہ بہترین ایام ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "اللہ کے نزدیک ذوالحجہ کے دس ایام سے افضل اور کوئی دن نہیں"۔ (ابن حبان)

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "(ذوالحجہ کے) ان دس دنوں سے بڑھ کر ایسے کوئی دن نہیں جن میں اللہ کے نزدیک نیک اعمال زیادہ محبوب ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں۔ البتہ وہ شخص جو اپنی جان و مال سمیت جہاد میں نکلا اور ان میں سے کسی بھی چیز کے ساتھ واپس نہ لوٹا (یعنی شہید ہو گیا)"۔ (ترمذی)

علماء نے فرمایا ہے کہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن رمضان کے آخری دس ایام سے بھی افضل ہیں۔ ہاں البتہ رمضان میں ایک ایسی رات ہے جو تمام راتوں سے افضل ہے، یعنی لیلۃ القدر۔

۳ ان ایام میں یوم عرفہ شامل ہے۔

صفحہ ۱۱ دیکھیے۔

۴ ان ایام میں یوم النحر آتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **اللہ کی نظر میں سب سے عظیم دن یوم النحر (قربانی کا دن، یعنی ۱۰/ذوالحجہ) ہے** اور اس کے بعد یومِ قَرّ (۱۱/ذوالحجہ)۔ (ابو داود)

یوم النحر کے سب سے افضل اور مقدس ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس دن مختلف مناسکِ حج جمع ہو جاتے ہیں مثلاً رمی جمرات، جانور کی قربانی، سر منڈوانا، طواف اور سعی۔ اسی طرح اس روز غیر حاجی عید کی نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں۔

۵ رسول اللہ ﷺ ان ایام میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ **ذوالحجہ کے ابتدائی نو دن**، یوم عاشوراء اور ہر مہینہ کے تین روزے رکھا کرتے تھے۔ (نسائی)

> ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان دس ایام کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ تمام بڑی عبادتیں ان دنوں میں ادا کی جاتی ہیں اور یہ عام دنوں میں نہیں ہوتا ہے، یعنی نماز، روزہ، صدقہ، قربانی و حج۔ اگرچہ پہلی تین عبادتیں عام دنوں میں بھی ادا کی جاتی ہیں لیکن حج اور قربانی کی عظیم عبادتیں صرف انہیں ایام میں منحصر ہے۔

ذکر: ایام ذوالحجہ کی امتیازی خصوصیت

جس طرح رمضان کی امتیازی خصوصیت تلاوت قران ہے اسی طرح ذکر ذوالحجہ کے مقدس ایام کی امتیازی خصوصیت ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”ان دس دنوں سے بڑھ کر (سال کے ایام میں سے) اور کوئی ایام ایسے نہیں جو اللہ کی نگاہ میں زیادہ افضل ہوں یا جن میں نیک اعمال اسے زیادہ محبوب ہوں، لہٰذا کثرت سے تہلیل، تکبیر اور تحمید کا ورد رکھو۔“ (احمد)

ہمیں چاہیے کہ ہم تکبیر گلیوں، بازاروں اور مسجدوں میں بار بار بلند آواز سے پڑھیں۔ عبداللہ ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما ان دس دنوں میں بازاروں میں جا کر تکبیر بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ ان کو سن کر دوسرے لوگ بھی ان کی اتباع میں پڑھنے لگتے تھے۔

علاوہ ازیں تکبیرات تشریق (اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ) ہر فرض نماز کے بعد نو ذوالحجہ کی فجر سے ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک پڑھنا ضروری ہے۔ مرد بآواز بلند پڑھیں گے۔

> میمون ابن مہران رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری ملاقات ایسے لوگوں سے ہوئی جو ذو الحجہ کے ان دس دنوں میں تکبیرات کو اسطرح (کثرت اور زور سے) پڑھتے تھے کہ میں اس کی مثال موجوں کے تلاطم سے دیا کرتا تھا۔

ان ایام میں ہمیں چاہیے کہ ہم روزمرہ کے ان اذکار کی بھی پابندی کریں جو اللہ کے رسول

ﷺ نے ہمیں بتلائے ہیں مثلاً صبح و شام کے اذکار، سونے سے پہلے اور نماز کے بعد کے اذکار۔

ان مقدس ایام میں ذکر سے مکمل استفادہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم ان مختصر مگر جامع **الفاظ کے معانی کو بھی سمجھیں**۔ اللہ کے کامل اسماء وصفات اور اس کی تخلیق پر **غور کرتے ہوئے ان الفاظ کو ادا کریں** تاکہ اس سے اللہ پر ایمان میں اضافہ ہو، اور اس کی محبت اور عظمت زیادہ سے زیادہ ہمارے دلوں میں اترے۔

ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذوالحجہ کے ایام میں نیک اعمال کرنے کے موقع کو غنیمت جان کر خوب نیکیاں جمع کرلو، کیونکہ یہ دن انمول ہیں اور ان کا کوئی متبادل نہیں۔ نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو، اس سے پہلے کہ موت آ کے دستک دے دے؛ اس سے پہلے کہ فاسق اپنے کرتوت پر پچھتائے اور اس کے تدارک کے لیے دنیا کی طرف لوٹنے کی بھیک مانگے مگر اسے مسترد کر دیا جائے؛ اس سے پہلے کہ موت دنیا کی بے جا آرزو کرنے والے اور اس کی آرزوؤں کے درمیان دیوار بن کر حائل ہو جائے؛ اور اس سے پہلے کہ بندہ اپنے اعمال کی پاداش میں قبر میں جکڑ لیا جائے۔

یوم عرفہ: رحمت کا ایک یقینی دن

یوم عرفہ (۹ذوالحجہ) حج کا افضل ترین دن ہے۔ یہ ایک ایسا دن ہے جس میں گناہ معاف کیے جاتے ہیں، روحوں کو جہنم کی آگ سے خلاصی ملتی ہے اور دعائیں فوراً قبول ہوتی ہیں۔ یہ دن اس وجہ سے بھی عظیم و خاص ہے کہ اس دن اللہ رب العزت نے امت محمدیہ کو سب سے بڑے انعام سے نوازا تھا۔ یعنی اس دن اللہ نے دین اسلام کو مکمل کیا اور اپنی نعمتوں کو اتمام بخشا۔

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "ایک بار ایک یہودی نے مجھ سے کہا کہ اے امیر المومنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک ایسی آیت ہے جس کی تلاوت تم سب کرتے ہو۔ اگر یہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو جشن کے طور پر مناتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ وہ آیت کون سی ہے تو یہودی نے جواب دیا:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ، وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ ، وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کر لیا۔ (سورۃ المائدۃ: ۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا بے شک ہم وہ دن اور جگہ بھی جانتے ہیں جب یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے میدان میں کھڑے ہوئے تھے۔" (بخاری)

جب آپ ﷺ سے یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ گذشتہ سال اور آئندہ سال کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے (مسلم)

اگر آپ ذوالحجہ کے پہلے آٹھ روزے نہ رکھ پائیں تو اس خاص دن (عرفہ) کے روزہ کے اجر سے ہرگز اپنے آپ کو محروم نہ کریں۔

جہنم کی آگ سے خلاصی

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عرفہ کے دن سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ بندوں کو (جہنم کی) آگ سے اس قدر آزاد فرماتے ہوں۔ وہ قریب آتا ہے اور فرشتوں کے سامنے ان پر فخر کرتا ہے اور پوچھتا ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟" (مسلم)

اس روز اللہ تعالی بے شمار بندوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتے ہیں۔ یہ شیطان کے لیے سال کا سب سے بدترین دن ہوتا ہے۔ صرف چند گھنٹوں میں شیطان کی انسان کو گمراہ کرنے کی برسوں کی کوشش رائیگاں چلی جاتی ہے۔ جو بات شیطان کو زیادہ مشتعل کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس روز اللہ تعالی صرف حاجیوں کو ہی نہیں بلکہ غیر حاجیوں کو بھی جہنم کی آگ سے آزاد کرتے ہیں۔

> ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی ان لوگوں کو بھی آگ سے آزاد کرتے ہیں جو جسمانی طور پر عرفہ میں موجود نہیں ہوتے، اسی لیے اگلے دن عید اور جشن کا موقع حاجیوں اور غیر حاجیوں دونوں کے لیے برابر ہوتا ہے۔

ایک بار عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ عرفہ کی شام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو دیکھا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھے زار و قطار رو رہے تھے۔ عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ بتایئے کہ ان لوگوں میں سب سے بدتر حالت کس کی ہے؟ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ وہ شخص جو یہ سوچتا ہو کہ اللہ اسے معاف نہیں کریں گے۔

حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ سو اونٹوں اور سو غلاموں کو لے کر عرفہ میں وقوف کو آتے تھے۔ پھر وہ اللہ کے لیے ان غلاموں کو آزاد کر دیتے تھے۔ ان کا یہ فعل دیکھ کر لوگوں کا گریہ اور بڑھ جاتا اور اللہ کے حضور پکارتے کہ 'اے اللہ! جب آپ کے اس بندہ نے اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا، تو ہم بھی آخر آپ کے غلام ہی ہیں۔ ہمیں بھی جہنم سے آزاد کر دیجئے'۔

یوم دعا

عرفہ کے اس عظیم دن کا سب سے افضل عمل دعا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سب سے بہتر دعا یوم عرفہ کی دعا ہے۔ سب سے بہتر (کلمہ) جو میں نے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں نے کہا وہ ہے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، ولَهُ الْحَمْدُ ،
وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے (ساری) بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔" (ترمذی)

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں ہمیں ایک عجیب و غریب مظہر دکھائی دیتا

ہے۔ سوچیے کہ سالہا سال کی تبلیغ کے بعد بالآخر جزیرۃ العرب آپ کے پیغام کو قبول کر لیتا ہے اور اس طرح آپ کے زیر نگیں ہو جاتا ہے۔ تو اس عظیم الشان فتح کے باوجود عرفہ کے میدان میں نہ ہمیں کوئی فوجی نمائش دکھائی دیتی ہے نہ جشن کا کوئی منظر نظر آتا ہے۔ **بلکہ اگر کچھ دکھائی دیتا ہے تو بس عاجزی اور انکساری اور اللہ کی طرف رجوع و انابت۔**

تصوّر کیجیے کہ عمر مبارک ساٹھ سال سے متجاوز ہے، مدینہ سے مکہ کی طویل مسافت درپیش ہے اور ایک عظیم مجمع کی قیادت و ذمہ داری کا بار! اس سب کے باوجود عبدیت و انکساری میں رتی برابر بھی فرق نہیں آتا اور یہ دنیوی تغیرات تعلق مع اللہ میں کسی طور بھی مخل نہیں ہو پاتے۔

عرفہ کے میدان میں آپ ایک نہایت ہی مؤثر اور ولولہ انگیز خطبہ القا فرماتے ہیں اور پھر ظہر اور عصر کی نمازوں کو جمع کرتے ہوئے صحابہ کی امامت فرماتے ہیں۔ ذرا سوچیے! آپ اس وقت قبلۂ ہر نگاہ اور مرکزِ توجہِ قلوب بنے ہوئے ہیں۔ آپ جبل رحمت کی طرف بڑھتے ہیں اور قبلہ رخ ہو کر بڑی ہی رقّت وزاری کے ساتھ اللہ سے لو لگا کر دعاؤں میں محو ہو جاتے ہیں۔ غروبِ شمس تک، **یعنی تقریبا چھ گھنٹے مسلسل دعامیں گزر جاتے ہیں**۔ دعا میں انہماک کا یہ عالم کہ جب اونٹ کی لگام زمین پر گرنے لگتی ہے تو اسے ایک ہاتھ سے تھام لی جاتی ہے مگر دوسرا ہاتھ جوں کا توں آسمان کی طرف بلند رہتا ہے۔ **کیا کیفیتِ عشقِ خُدا اور کیا تعلق کی گہرائی!**

یہ بات یقیناً قابلِ تعجب ہے کہ جسے اللہ کی طرف سے مغفرت کی بشارت پہلے ہی سنا دی گئی ہو وہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے زار و قطار یہ کہہ کے رو رہا ہے:

”اے اللہ! آپ میری بات سن رہے ہیں، **یقیناً میں بے بس و محتاج ہوں**، آپ کی نصرت و

حفاظت کا طلبگار ہوں، **خوف و خشیت سے مغلوب ہوں،** اپنے گناہوں کا معترف ہوں، میں آپ سے ایک مفلس کی بھیک کی طرح بھیک مانگتا ہوں، ایک ذلیل گنہگار کی سی عاجزانہ منّت کرتا ہوں، آپ کو اُس خوف زدہ اور پریشان حال شخص کی طرح پکارتا ہوں جس کی گردن آپ کے سامنے جھک چکی ہو، جس کی آنکھیں آپ کے لیے اشکبار ہو گئی ہوں، **جس کا جسم آپ کے حضور مطیع و منقاد ہو،** اور جس نے اپنے سراپا کو آپ کے مکمل تابع کر دیا ہو۔" (طبرانی)

دعا کی حلاوت محسوس کریں

دعا کے پیچھے اصل راز انتہائی عاجزی، بے بسی اور محتاجگی کے ساتھ اللہ سے اپنی احتیاج کا مظاہرہ کرنا ہے۔ اللہ کے پاس ایک عاجز فقیر بن کر جاؤ۔ اپنی دعاؤں کو خوب طویل کرو اور اس بات کا پورا یقین رکھو کہ اللہ آپ کی دعا ضرور قبول کریں گے۔ اللہ کے حضور اپنے مطالبہ میں ڈٹ جاؤ، دعائیں تسلسل کے ساتھ مانگو اور ایک ہی دعا دہراتے ہوئے اکتاہٹ محسوس نہ کرو۔ دعا کی قبولیت کی پوری امید رکھو اور کبھی مایوس نہ ہوں۔ یہ عین ممکن ہے کہ قبولیت میں دیری اس وجہ سے ہو رہی ہو کہ اللہ آپ کی مخلصانہ التجا اور لجاجت آمیز آواز سننا پسند فرماتے ہیں۔ اور بھی وجوہات قبولیت میں مانع بن سکتی ہیں جن کا گو تمھیں اس وقت علم نہ ہو مگر وہ تمھارے حق میں، خاص طور سے مستقبل کے لحاظ سے، بدرجہا بہتر ہو۔

اس خاص دن کے موقع پر اپنے آپ کو دنیا کی دلکشیوں اور الجھنوں سے فارغ کر لو اور اپنی روح کو آسمانوں کی پرواز کے لیے تیار کر لو۔ عجز و انکساری اور گریہ وزاری کا دامن نہ چھوڑتے ہوئے اللہ سے رازدارانہ گفتگو کی حلاوت کو محسوس کرو۔ اس کی طرف اخلاص کے ساتھ متوجہ ہوں اور اس سے مغفرت کی بھیک مانگو!۔

> یوم عرفہ کے آخری پہر میں اگر اپنے آپ کو عبادت کے لیے مکمل طور پر فارغ کر سکتے ہو تو ضرور کرو۔ (عطا رحمۃ اللہ علیہ)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس دن کثرت سے دعا و ذکر کرنا اور اس میں جد وجہد کرنا مستحب ہے۔ دعا کے لیے سال کا یہ بہترین دن ہے۔ یہ ضروری ہے کہ اپنی ساری کوشش و توانائی ذکر، دعا، تلاوتِ قران، مختلف دعائیں اور مختلف اذکار پڑھنے میں لگا دی جائے۔ آدمی کو اپنے لیے، اپنے والدین، اعزہ واقربا، اساتذہ، اصحاب و رفقاء، محبوبین و متعلقین، محسنین، اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ اس دن میں دعا اور مذکورہ عبادات کو قطعاً نظر انداز نہ کریں کیونکہ بر خلاف دیگر کاموں کے اس دن کے اعمال کی تلافی و تدارک غیر ممکن ہے۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ میں گزشتہ ۵۰ سال سے عرفہ کے دن دعا کر رہا ہوں اور کوئی سال نہیں گزرتا مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ دعائیں صبح کی روشنی کی طرح قبول ہو رہی ہیں۔

> امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری ملاقات ایسے لوگوں سے ہوئی جو اپنی ضروریات کو یوم عرفہ تک چھپاتے تھے تاکہ وہ (اس دن) انہیں اللہ سے مانگ سکیں۔

چونکہ یہ دن سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اس کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔ مثلاً اپنے فون کو بند کر لیں، ممکن ہو تو کام سے چھٹی لے لیں اور حتّی الامکان وقت دعاؤں میں گزاریں۔ اگر طویل دعائیں کرنا مشکل لگے تو اسطرح ترتیب بنائیں کہ کچھ وقت

اپنی دعا کے لیے رکھیں، پھر کچھ کتاب سے دعائیں پڑھ لیں، پھر کچھ وقت دعا سن لیں یا کوئی اور عبادت میں مشغول ہو جائیں اور پھر دعا مانگنے کی طرف دوبارہ لوٹ آئیں۔

> سفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کو زندگی میں ستّر بار حج کی سعادت نصیب ہوئی، اور ہر سال عرفہ میں آپ بڑی ہی لجاجت اور محبت سے اللہ سے یہ التجا کرتے تھے کہ 'اے اللہ، یہ عرفہ کا دن آپ کے ساتھ ہمارا آخری عرفہ کا دن نہ ہو'۔ جس سال ان کا انتقال ہوا اس سال انہوں نے یہ دعا نہیں کی تھی۔ جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا، 'مجھے اللہ سے (بار بار کہنے میں) حیا محسوس ہوئی'۔

یوم عرفہ کے پانچ مخصوص اعمال

اس دن کو عبادت الٰہی کے لیے خاص کر لیں۔ عید کی ساری تیاریاں پہلے ہی کر لیں تاکہ یہ دن خالصۃً عبادت کے لیے فارغ رہے۔ عید کی غیر ضروری تیاریوں میں سال کے ان بہترین ایام کو ضائع نہ کر دیں۔

فرائض و نوافل اعمال کے علاوہ عرفہ کے دن کے کچھ خصوصی اعمال ہیں جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

۱ اس دن روزہ رکھیں۔

۲ ہر فرض نماز کے بعد بالخصوص اور بالعموم پورے دن ہی تکبیراتِ تشریق کا اہتمام کریں:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

۳ مندرجہ ذیل کلمات کو بار بار پڑھیں اور پورے دھیان کے ساتھ پڑھیں:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ
الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

۴ دعاؤں کا خوب اہتمام کریں، خاص طور پر عصر اور مغرب کے درمیان۔

۵ مغفرت کی دعا کریں اور جہنم کی آگ سے حفاظت طلب کریں۔

اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے لیلۃ القدر رمضان کے اخیر میں رکھی، اسی طرح سال کے بہترین ایام (یعنی عشرۂ ذوالحجہ) سال کے اختتام پر رکھے، **اور ان بہترین ایام کے اختتام پر یوم عرفہ کو رکھا۔** یہ اس لیے تاکہ ہم اپنی گزشتہ غلطیوں اور کوتاہیوں کی تلافی کر سکیں۔

آیئے ہم اس دن سے خوب استفادہ کریں۔ لیلۃ القدر کا چاہے تعین نہ ہو مگر یوم عرفہ کا تو ہے۔

عید الاضحی: ایک عظیم الشان دن

عید الاضحی، جسے یوم النحر (قربانی) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، **"اللہ کی نگاہ میں سب سے عظیم دن ہے"**۔ (ابو داؤد) یہ جشن کا وہ دن ہے جو موسمِ عبادت کے اختتام کی نشاندہی کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے درآں حالیکہ اہل مدینہ کے (بطورِ تہوار کے) دو دن (مختص) تھے جن میں وہ کھیلتے (اور تفریحِ طبع کا سامان اختیار کیا کرتے) تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُن سے) دریافت کیا کہ "یہ دو دن کیا (اہمیت رکھتے) ہیں؟" انہوں نے کہا کہ "ہم زمانۂ جاہلیت میں ان میں کھیلتے (اور لطف اندوز ہوتے) تھے"۔ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"اللہ نے تمہیں ان دو دِنوں کے عوض ان سے بہتر (دو دن) عطا فرمائے ہیں: یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر"**۔ (ابو داؤد)

عید الاضحیٰ کا دن حضرت ابراھیم علیہ السلام کے ایمان و انقیاد کے مظاہرہ کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کو قربان کرنے کا حکم دیا گیا تھا؛ وہ بیٹا جو آپ کے یہاں کئی سالوں کی بے اولادی کے بعد پیدا ہوا تھا؛ وہ بیٹا جو ترکِ وطن پر مجبور ہونے کے بعد آپ کے حق میں قلبی سکون کا ایک ذریعہ تھا؛ وہ مثالی بیٹا جو آپ کی آنکھوں کے لیے ٹھنڈک کا باعث تھا۔ حکمِ الٰہی اپنے اس پیارے بیٹے کو جنگ میں بھیجنے کا نہیں، **بلکہ اسے خود اپنے ہاتھوں سے قربان کرنے کا تھا**۔ مقصدِ امتحان اپنے بچے کو قربان کرنا نہیں تھا بلکہ آپ کے دل سے اللہ کے علاوہ ہر کسی کی محبت کو نکالنا تھا۔

یہ ایک ایسا حکم تھا جو انسانیت کو اللہ کی حقیقی بندگی، اس کے حضور عاجزی، اس کی ذات پر اعتماد و یقین، اور اس کے حکم و رضا پر سرِ تسلیم خم کرنے کا سبق تا ابد سکھاتا رہے گا۔ اس بابرکت دن میں جب ہم کھائیں، پیئیں اور خوشی کا اظہار کریں تو آیئے ہم حضرت ابراھیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے (جانور کی) قربانی بھی کریں اور عید کی نماز ادا کر کے اللہ کا خوب شکر ادا کریں۔

عیدالاضحیٰ کی سنتیں

عید کی تقریب مؤمن کے لیے بہترین تقریب ہے۔ اس بابرکت دن کو بہترین طریقے سے گزارنے کے لیے ہمیں درج ذیل سنتوں پر عمل کرنا چاہیے۔

۱
عید کی نماز سے پہلے غسل کرنا (موطا)

۲
مسواک کرنا، خوشبو لگانا اور اچھا لباس پہننا (بخاری)

۳
تکبیر تشریق کو کثرت سے پڑھنا (۲۸:۲۲)

۴
عید کی نماز کے لیے پیدل جانا (ترمذی)

۵
سویرے عید گاہ پہنچنا (بخاری)

۶
عید کی نماز عید گاہ میں ادا کرنا (مسلم)

۷
واپسی میں دوسرا راستہ اختیار کرنا (بخاری)

۸
نماز کے بعد قربانی کرنا (احمد)

۹
نماز کے بعد قربانی کا گوشت کھانا (ترمذی)

۱۰
”عید مبارک“ یا ان جیسے کلمات کے ذریعہ خوشی اور فرحت کا اظہار کرنا (فتح الباری)

قربانی صرف نرم و ملائم گوشت کا نام نہیں

قربانی یا اضحیہ نام ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی میں، ۱۰، ۱۱ یا ۱۲/ ذوالحجہ کو اللہ کی رضا کے لیے اور سنتِ نبوی کے مطابق جانور کی قربانی کرنے کا۔

قربانی کے تعلق سے ہم میں سے بہت سوں کا تصوّر اور تجربہ بدقسمتی سے بس یہیں تک محدود ہے کہ کسی خیراتی ادارہ کے فارم کو پر کرلیا یا پھر گوشت کی بریانی کھالی۔ کبھی یہ پلٹ کر ہم نہیں دیکھتے کہ قربانی کا اصل مقصد کیا ہے اور آج کے دن اس عمل کے ذریعہ اللہ ہم سے چاہتا کیا ہے؟

درج ذیل دس نکات میں اس عظیم عبادت کی حکمتوں کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

۱ مقصدِ قربانی تقوی کو حاصل کرنا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اللہ تک نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون، بلکہ اس تک تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔“ (سورۃ الحج: ۳۷) اس آیت میں اللہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہماری ظاہری عبادات میں تقویٰ اور اخلاص کے عنصر کو بھی شامل ہونا چاہیے۔ تقویٰ کا ترجمہ عموماً پرہیز گاری، خداشناسی اور خشیتِ الٰہی سے کیا جاتا ہے۔ تقویٰ اللہ کے اوامر و نواہی پر چل کر اسکے غضب اور سزا سے محفوظ رہنے کا نام ہے۔

تقویٰ کا محل ہمارے قلوب ہیں۔ اس لیے صرف ظاہری اعمال کی انجام دہی کافی نہیں ہے۔ **اللہ ہم سے وہ قلوب چاہتے ہیں جو پوری طرح اس کے تابع ہوں**، جو اس کی محبت میں پگھل جائیں، جو اس کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جائیں، اور جو اسے ہر شخص اور ہر چیز پر مقدم رکھیں۔ یاد رہے قربانی کا مقصد صرف بھیڑ کا ذائقہ دار

گوشت ہی نہیں، بلکہ اس کا مقصدِ اصلی قربِ الٰہی ہے۔

۲ قربانی اللہ کی وحدانیت اور اخلاص کی تصدیق میں معین ہے

قربانی کوئی رسمی یا روایتی عمل کے طور پر نہیں ہونی چاہیے جو بغیر سوچے سمجھے بس یونہی ادا کرلی جائے؛ بلکہ خلوص نیت کے ساتھ اور فقط اللہ کی رضاجوئی کی خاطر ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم فرمایا: ”**آپ کہہ دیجیے کہ میری نماز اور قربانی، اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔** جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلا فرماں بردار میں خود ہوں۔“ (سورۃ الانعام: ۱۶۲-۱۶۳)

قرآن میں اللہ نے بارہا اُن مشرکین کے عمل کی مذمت کی ہے جو غیر اللہ کے نام پر قربانی کرتے تھے۔ لہٰذا ہمیں ہر اس چیز سے دور رہنا چاہیے جو شرک کی طرف لے جائے یا ہمارے دلوں میں کسی ہستی کو خدا کے برابر لا کھڑا کرے۔

۳ قربانی اللہ کی یاد اور اسکی عظمت و پاکیزگی بیان کرنے کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ”اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کا ایک نظام مقرر کیا ہے **تاکہ وہ اللہ کا نام لیا کریں** ان مویشیوں پر جو اس نے انہیں عطا کیے ہیں تو (جان لو کہ) تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، چنانچہ تم اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرو...“۔ (سورۃ الحج: ۳۴) ذکر قربانی کی اور ان مبارک ایام کی امتیازی خصوصیت ہے۔

ہونا یہ چاہیے کہ قربانی کا عمل ہمیں اللہ کی تعظیم و تکریم پر محمول کرے۔ تعظیم اِس بات اس واسطے کہ اُس ربِ ذوالجلال نے ہمیں اوّل تو نعمتِ اسلام سے نوازا، پھر اسے یاد کرنے کی اور اس کے نام پر قربانی کرنے کی توفیق عنایت فرمائی۔ اللہ فرماتے ہیں:

"اس نے ان جانوروں کو اس طرح تمہارے تابع بنا دیا ہے تا کہ تم اس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی۔" (سورۃ الحج: ۳۷)

۴ قربانی ہمیں اللہ کا شکر بجالانے اور عید منانے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کے شعائر میں شامل کیا ہے۔ تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے۔ چنانچہ جب وہ ایک قطار میں کھڑے ہوں، ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب (ذبح ہو کر) ان کے پہلو زمین پر گر جائیں تو ان (کے گوشت) میں سے خود بھی کھاؤ، اور ان محتاجوں کو بھی کھلاؤ جو صبر سے بیٹھے ہوں، اور ان کو بھی جو اپنی حاجت ظاہر کریں۔ **اور ان جانوروں کو ہم نے اسی طرح تابع بنا دیا ہے تا کہ تم شکر گزار بنو۔**" (سورۃ الحج: ۳۶)

قربانی گویا اللہ کے فضل و کرم کی یاد دہانی ہے، بایں طور کہ اللہ نے ہمیں قربانی کا جانور پالنے کی، پھر اسے ذبح کرنے کی، اور پھر اسے کھانے کی عظیم نعمتوں سے بہرہ ور کیا۔

اور چونکہ ہم جیسوں کو سال بھر گوشت بڑی فراوانی سے دستیاب ہو جاتا ہے اسلیے ہمیں اس کی اتنی قدر نہ ہو، مگر اُن سے پوچھیے جنہیں جی بھر کے گوشت کھانا سال کے انہی ایام میں نصیب ہوتا ہے۔ عید کی حقیقی قدر بھی پھر انہیں ہی ہو گی۔

۵ قربانی اللہ کے شعائر کی تعظیم کا ذریعہ ہے۔

دین کے ان شعائر اور ظاہری علامتوں کی عزت و تکریم جو اللہ کی عظمت و رفعت سے تعبیر ہیں اور دل میں اس کی یاد پیدا کرنے میں معین، در حقیقت تقویٰ کی تشکیل و

فروغ میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں: "اور جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے گا تو یقیناً یہ دلوں کے تقویٰ کی بات ہے"۔ (سورۃ الحج: ۳۲)

اس آیت کی صحیح پیروی کی خاطر ہمارے اسلاف قربانی کے موقع پر بھی بڑی احتیاط برتتے تھے۔ جانور کی خریدی سے لے کر اس کی پرورش اور قربانی کے مرحلہ تک ادنی سے ادنی شیئ کی رعایت کرتے تھے، خاص کر یہ ملحوظ رکھتے کہ قربانی کے لیے بہترین اور قیمتی جانور ہی کا انتخاب ہو۔

٦ قربانی اپنے کھانے میں ضرورت مندوں کو شریک کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میں تمہیں قربانی کے جانوروں کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع کیا کرتا تھا تاکہ ہر ایک کے لیے کافی ہو، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں وافر مقدار میں عطا کیا ہے، لہٰذا کھاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ اندوزی کرو۔ بے شک یہ کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے دن ہیں۔" (نسائی)

رشتوں میں تقویت پیدا کرنے کے لیے گوشت پڑوسیوں اور اعزّہ اقرباء میں بھی بانٹنا چاہیے۔

٧ قربانی اجر عظیم حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں کہ بندہ یوم النحر میں خون بہائے (یعنی قربانی کرے)۔ قیامت کے دن اسے اس کی سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت لایا جائے گا۔ بے شک خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جائے گا، لہٰذا خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو"۔ (ترمذی)

۸ اس سنت کو یاد کرنا نبی کی محبت میں اضافہ کا ذریعہ ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن دو جانوروں کو ذبح کیا، ان میں سے ایک اپنی امت کی طرف سے تھا، یعنی ان تمام لوگوں کی طرف سے جنھوں نے اللہ کی وحدانیت کی گواہی دی اور اس بات کی گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا تھا۔ (ابن ماجہ)

اللہ اکبر! امّت سے کیسی دلی محبّت اور کیا قلبی لگاؤ! ذرا سوچیے! **اللہ کے رسول ﷺ نے ہماری طرف سے ایک جانور قربان کیا!** اور ہم انہیں اس محبت و احسان کا کیا صلہ دے رہے ہیں!

۹ قربانی حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام کے عظیم واقعہ کی تذکیر ہے۔

قربانی ان کے یقینِ محکم، انقیادِ کامل اور اخلاصِ غیر متزلزل کا نتیجہ تھی۔ اللہ ہم سے اپنے بچوں کی قربانیاں نہیں مانگ رہے ہیں، بلکہ وہ ہمیں اور چیزیں قربان کرنے کو کہہ رہے ہیں جو ہمارے لیے نسبتاً بدرجہا آسان ہے، چاہے وہ ہمارا وقت ہو، یا پیسہ ہو، یا خواہشات ہوں یا پھر سماجی دباؤ کے نتیجہ میں خدا کی نافرمانی۔ اپنے آپ سے یہ سوال پوچھیے کہ 'آج میں اللہ کی خاطر کیا ترک کر رہا ہوں اور کن چیزوں کی قربانی دینے جا رہا ہوں؟'

۱۰ قربانی اللہ کے سامنے مکمل انقیاد و خضوع کی ایک علامت ہے۔

قربانی اسلام کے جوہر و اصل کی نمائندگی کرتی ہے۔ یعنی اللہ کے سامنے سر تسلیم مکمل طور پر خم کر دینا۔ آج کے اس دور میں جہاں ہر چیز پر سوال اٹھانا ایک فیشن

سا بن گیا ہے، وہاں ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت و کردار سے یہ سبق لینے کی ضرورت ہے کہ انہوں نے اللہ سے یہ کبھی نہ پوچھا کہ 'کیوں؟' **اس کی بجائے ہر وقت اللہ کے احکام کے آگے انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا اور مکمل اطاعت و فرماں برداری کا مظاہرہ کیا**، اور جس کے عوض انہیں گراں قدر انعام سے نوازا بھی گیا۔

قربانی محض جانور قربان کرنے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ بندہ کے اصل فریضہ یعنی تسلیم و رضا کی یاد دہانی کراتی ہے۔ یعنی بندہ خُدا کے ہر حکم کے آگے اپنے کو جھکا دے، اب چاہے وہ حکم اسے مشکل لگے یا وہ اس کی حکمت سمجھنے سے قاصر رہے۔

ایام تشریق

عید الاضحی کے بعد کے تین دن (یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) ایام تشریق کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ایام کو 'مقرر کردہ دن' یا 'گنتی کے چند دن' کے طور پر بیان کرتے ہیں: اور "ذکر کرو اللہ کا گنتی کے چند دنوں میں"۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۰۳)

یہ دن "ایام منی" سے بھی معروف ہیں کیونکہ ان دنوں میں حاجی منی میں قیام کرتے ہیں۔

یہ ایام عید کے دنوں میں شامل ہیں اور **سال کے عظیم ترین دنوں** میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک سب سے عظیم دن یوم النحر (۱۰ ذوالحجہ) اور پھر یوم قرّ (۱۱ ذوالحجہ) ہے۔" (ابو داؤد)

۱۱ تاریخ کا ایک نام یوم القرّ (وقوف کا دن) بھی ہے کیونکہ اس دن حجاج منیٰ میں عبادت کے لیے مقیم رہتے ہیں۔ قر کا لغوی معنی ٹھہرنا ہے جبکہ نحر جانور کے ذبح کرنے کو کہتے ہیں۔

یہ تین دن اللہ کی تسبیح اور حجاج کے لیے رمی جمرات کے لیے مخصوص ہیں۔

کھانے پینے کے ایام

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔" (مسلم)

مذکورہ بالا حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ **عید کے دنوں میں کھانے پینے کا عمل اللہ کو یاد کرنے اور اس کی اطاعت میں معین بننا چاہیے۔**

آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ ”یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ)، یوم النحر (۱۰ ذوالحجہ) اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) ہمارے، یعنی اہلِ اسلام کے لیے عید (کے ایام) ہیں اور یہ کھانے اور پینے کے دن ہیں“۔ (نسائی)

ممانعتِ صوم

چونکہ ایام تشریق مومنین کے لیے خوشی و مسرّت کے ایام ہیں، ان دنوں میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ان دنوں میں روزہ نہ رکھو کیونکہ یہ کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔“ (مسند احمد)

روزہ رکھنے کی ممانعت اور کھانے پینے کے حکم میں جو حکمت پنہاں ہے وہ قابل غور ہے۔ حج کے ایام میں حجاج کی مشکلات اور تکالیف کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے ان کے آرام اور خوشی کی خاطر کچھ ایام ان کی میزبانی کے طور پر متعین فرمائے ہیں۔ اسی طرح غیر حاجی بھی عشرۂ ذوالحجہ کے مبارک ایام میں روزہ، قربانی اور ذکر و استغفار کی عبادات میں حاجیوں کے شریک ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کے حق میں بھی یہ دن وہی حیثیت رکھتے ہیں۔

اس طرح ان ایام میں گویا تمام مومنین اللہ تعالیٰ کے مہمان بن جاتے ہیں اور ایک میزبان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے مہمانوں کو بھوکا رکھے۔ یہ اس خوشی کے مانند ہے جو مومنین کو ماہِ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد عید الفطر کی شکل میں ملتی ہے۔

ایام تشریق میں اللہ کو یاد کرنا

ایام تشریق سے پہلے، اس کے دوران اور اس کے بعد اللہ کے ذکر کو خاص اہمیت حاصل

ہے۔ چونکہ ایام تشریق عبادات کے ایک عظیم موسم (حج، قربانی اور دیگر اعمال صالحہ) کے اختتام کی نشاندہی کرتے ہیں، ان عبادات کی تکمیل کا صحیح اور مناسب طریقہ اللہ کا ذکر ہے۔

قرآن میں بیشتر عبادات (مثلاً نماز، حج، جمعہ اور جہاد فی سبیل اللہ) کی تکمیل پر ذکر اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔ مختلف عبادات کی تکمیل پر ذکر اللہ کی تاکید کے پیچھے حکمت یہ ہے کہ جہاں دوسرے اعمال محدود وقت کے لیے آکر اپنی تکمیل کو پہونچ جاتے ہیں، اللہ کا ذکر ایسا عمل ہے جو ایک دائم ومتواتر عبادت ہے جو مومنوں کے لیے دنیا وآخرت میں باقی وساری رہے گا۔

> حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کو میدان جنگ سے فارغ ہونے کے بعد پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ دعا اور عبادت میں انشغال کا حکم دیا ہے۔ تمام اعمال ختم ہو جاتے ہیں **مگر اللہ کے ذکر کی کوئی انتہا نہیں ہے**۔ زندگی کے اختتام کے ساتھ تمام اعمال کی بھی انتہا ہو جاتی ہے اور آخرت کی لازوال زندگی میں ان میں سے کسی پر بھی عمل درآمد نہیں ہوتا، مگر جہاں تک ذکر اللہ کا تعلق ہے تو یہ آخرت میں بھی قائم ودائم رہتا ہے۔ مومن اللہ کے ذکر پر زندہ رہتا ہے، اللہ کے ذکر پر مرتا ہے اور اس کا حشر بھی اللہ کے ذکر پر ہی ہوگا۔

ذکرُاللہ کے تجویز کردہ طریقے

ایام تشریق کے دوران اللہ کے ذکر کی ادائیگی مختلف طریقوں سے مشروع ہے:

١ فرض نماز کے بعد تکبیرات تشریق کے ساتھ اللہ کا ذکر:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں صرف اللہ کے لیے ہیں۔

مذکورہ تکبیرات ۹/ ذوالحجہ کی فجر سے ۱۳/ ذوالحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جائیں گی۔ مرد باآوازِ بلند پڑھیں گے۔

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جس آیت میں ایام تشریق میں اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد فرض نماز کے بعد اللہ کو یاد کرنا ہے۔"

ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات باآوازِ بلند دہرانے میں حکمت یہ ہے کہ **اللہ کی عظمت مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں ہو جائے**۔ نیز یہ اس بات کی یاد دہانی بھی ہے کہ مکمل بندگی اور اطاعت کی مستحق صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔ لہذا تکبیرات پڑھتے وقت یہ حقیقت ہمارے دل و دماغ میں رچ بس جانی چاہیے۔

۲ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا ذکر۔

۳ رمی جمرات کے موقع پر تکبیر کہہ کر اللہ کا ذکر۔

۴ عمومی طور پر اللہ کا ذکر

ایام تشریق میں اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنا مطلوب و مستحسن ہے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منیٰ میں تکبیر پڑھتے تھے تو لوگ ان کی تکبیر سن کر اسی انداز سے تکبیر پڑھتے، جس سے منی کی پوری وادی تکبیروں سے گونج اٹھتی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عید اور ایامِ تشریق میں درج ذیل تکبیر پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ عَلَىٰ مَا هَدَانَا

ترجمہ: بیشک اللہ سب سے بڑا ہے، بے شک اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا اور بلند و برتر ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اس بات پر کہ اس نے ہمیں ہدایت (کی دولت سے) سرفراز کیا۔ (بیہقی)۔

ان بابرکت دنوں کے لیے اللہ کا شکر ادا کریں

مومنین کے حق میں ایام تشریق جسم اور دل دونوں کی برکات کو یکجا کر لیتے ہیں: کھانے پینے سے جسم کو اور ذکر و شکر سے دلوں کو برکت حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ تمام نعمتوں کی تکمیل ہے۔ مزید برآں جب وہ کسی نعمت پر خدا کا شکر بجا لاتے ہیں، تو ان کا یہ شکر ادا کرنا (توفیقِ خداوندی کی شکل میں) خود ایک نعمت بن جاتا ہے جو مزید شکر گزاری کو مقتضی ہے۔ لہٰذا شکر ایسی چیز ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی ہے۔ (ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

بہترین ایام اپنے اختتام کو

جب سال کے بہترین ایام اپنے اختتام کو پہنچیں تو انہیں مندرجہ ذیل اعمال پر ختم کرنا چاہیے:

۱ استغفار

باقی دیگر عبادات کی طرح اللہ کے حضور اپنی کوتاہیوں اور گناہوں کے لیے معافی طلب کریں۔ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "استغفار تمام اعمال صالحہ کا ختام (مہر) ہے، یعنی نماز، حج اور تہجد کا اختتام اسی کے ذریعہ ہوتا ہے اور اجتماعات اسی پر ختم ہوتے ہیں"۔

۲ خوف و امید

اپنی عبادات سے دھوکہ نہ کھائیں، بلکہ اللہ تعالی سے قبولیتِ اعمال کی امید کے ساتھ ساتھ یہ خوف بھی رکھیں کہ کہیں ہماری عبادت قبولیت سے مشرف نہ ہو۔

۳ شکر گزاری

اللہ کا شکر ادا کریں کہ اس نے عبادت کا یہ خوبصورت موسم دیا۔

اللہ تعالی ہمیں ان دنوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری عبادتوں کو قبول کرے۔

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وسلم تسليما

گو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں اپنے مقدس گھر کی زیارت کی محبت و آرزو رکھی ہے، مگر ہر کوئی ہر سال اس کی زیارت کی استطاعت نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے اس نے استطاعت رکھنے والے پر زندگی میں ایک بار حج فرض کیا اور اعمال ذی الحجہ کو سبھی کے لیے عام کر دیا، چاہے وہ سفر حج سے مشرف ہوں یا نہیں۔

چنانچہ جو شخص حج ادا کرنے سے عاجز رہا وہ ان دس دنوں کی برکات سے مستفیض ہو سکتا ہے جن میں عبادت کا ثواب جہاد کے ثواب سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور جہاد کا ثواب حج کے ثواب سے زیادہ ہے۔

(ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ)

ایام ذی الحجہ کے اعمال

ذوالحجہ کے ایام میں ہمیں چاہیے کہ ہم عام عبادات میں اضافہ کریں، مثلاً نماز باجماعت، تہجد، تلاوت قران، دعا، عام اذکار، استغفار، درود اور صدقہ وغیرہ میں۔ علاوہ ازیں، مندرجہ ذیل اعمال و معمولات ہمیں ان ایام میں خاص طور پر کرنے چاہیے۔

دن	اعمال
۱/ ذوالحجہ سے ۸/ ذوالحجہ تک	• کثرت سے ذکر و اذکار کا اہتمام کریں، خاص کر تہلیل یعنی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، تحمید یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اور تکبیر یعنی اَللهُ أَكْبَرُ۔ • گھروں، بازاروں اور گلیوں میں تکبیر پڑھیں۔ • جتنے دن ممکن ہو روزہ رکھیں۔
۹/ ذوالحجہ، یوم عرفہ	• اس دن کا روزہ رکھیں۔ • ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق* پڑھیں، ابتدا فجر کی نماز سے کریں۔ • کثرت سے ذکر کریں اور لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کو بار بار پڑھیں۔ • دعاؤں کا اہتمام کریں، خاص طور پر جہنم سے حفاظت کی دعا مانگیں۔

۱۰/ ذوالحجہ، یوم عید	• عید کی نماز ادا کریں اور عید کی سنتوں پر عمل کریں۔ • قربانی کریں اور اس میں دوسروں کو شریک کریں۔ • خوشی کا اظہار کریں اور لوگوں میں خوشی پھیلائیں۔ • ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق* پڑھیں۔ • کثرت سے ذکر کریں ،خاص کر تہلیل، تحمید اور تکبیر کا ورد خوب کثرت سے کریں۔
۱۱/ ذوالحجہ سے ۱۳/ ذوالحجہ تک	• ۱۳ ذو الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق* پڑھیں۔ • کثرت سے ذکر کریں، خاص کر تہلیل ، تحمید اور تکبیر۔

*اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

اگر آپ قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں اور آپ کو اپنے ناخن اور بال کاٹنے کی ضرورت ہے تو ذوالحجہ کے دس ایام شروع ہونے سے پہلے ہی کاٹ لیں، چونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ:
”جب ذوالحجہ کے دس ایام کا آغاز ہو جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ رکھے تو اسے چاہیے کہ جب تک قربانی نہ کرلے تب تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے“۔ (مسلم شریف)

بعض علماء کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے حاجیوں کے ساتھ ایک طریقہ سے مشابہت ہو جاتی ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ قربانی کی تکمیل کا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پایاں رحمت سے وقت کے بعض ایام و لمحات کو دوسروں سے افضل بنایا ہے۔ ان ایام میں اللہ تعالی اچھے اعمال کے اجر میں کئی گنا اضافہ فرما دیتے ہیں اور بے شمار گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

انہیں خاص ایام و لمحات میں ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کا شمار ہے۔ اگرچہ رمضان کے برعکس، عبادت کے اس موسم کو عموماً نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اس سے اکثر غفلت برتی جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان دنوں کو اللہ کی نظر میں بہترین ایام قرار دیا ہے۔ (ابن حبان)

'ذوالحجہ: سال کے بہترین ایام' نامی یہ کتابچہ اسی نیت و مقصد سے مرتب کیا گیا ہے کہ آپ ان خاص اور بہترین ایام سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں۔

ہم دعا گو ہیں کہ یہ کتاب عبادت کے ان خاص ایام میں آپ کو اللہ کی عبادت کی طرف متوجہ کرے اور اس کی بخشش، اور قربت و محبّت حاصل کرنے کی طرف راغب کرے۔

اللہ تعالی ان ایام کو ہماری زندگی کے بہترین ایام بنا دے!

Life With Allah
Connecting to The Creator

A da'wah initiative of
ummah welfare trust